مولانا محمد احسن نانوتویؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مؤلفہ

محمد ایوب قادری ایم اے

روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، بی، ون، ایریا ۱/۲ لیاقت آباد، کراچی ۱۹

92

922.97

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

بار اول ایک ہزار

سال طباعت ۱۹۶۶ء

[redacted]

ملنے کے پتے

پاکستان میں (۱) ادارہ اسلامیات، انارکلی بازار، لاہور
(۲) مولوی شمس الدین تاجر کتب نادرہ، مسلم مسجد انارکلی چوک لاہور
(۳) عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار پشاور
(۴) مشتاق بکڈپو، نزد اردو کالج، شیلڈن روڈ کراچی ۱
انڈیا میں (۱) مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکیٹ حیدرآباد اے۔پی
(۲) کتب خانہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ یوپی
(۳) مکتبہ تجلی دیوبند یوپی
(۴) کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی

مطبوعہ :۔ جاوید پریس کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون		صفحہ
	انتساب		
	تقریب	از محمد ایوب قادری ایم اے	
	تعارف	مفتی محمد شفیع، مہتمم دار العلوم کراچی	
	پیش لفظ	مولانا عبد الرشید نعمانی، جامعہ اسلامیہ بہاولپور	
	آغاز		۱۴
	خاندان		۱۵
	پیدائش		۲۶
	تعلیم		۳۲
	سلسلۂ ملازمت		۳۷
	قیام بنارس		۳۸
	بریلی کالج سے تعلق		۴۱
	قیام بریلی		۴۳
	انقلاب ۱۸۵۷ء		۴۹
	احباب بریلی		۵۷
	حج		۶۴

نمایاں حیثیت کے مالک تھے وہ انگریزی حکومت میں صدا میں رہ چکے تھے اور حکومت کے پنشن یافتہ تھے انگریز ہیڈر (کمشنر روہیل کھنڈ) نے خان بہادر خاں کو اپنا معتمد علیہ سمجھا اور خیال کیا کہ خان بہادر خاں میرے دل سے خیر خواہ ہیں اور نواب خان بہادر خاں نے بھی کمشنر کے اعتماد کو آخر وقت تک برقرار رکھا[۱]

مئی ۱۸۵۷ء کے دوسرے ہفتہ میں جب دیگر مقامات کی وحشتناک خبریں بریلی پہنچیں تو انگریزی حکام بہت خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے اپنے اہل وعیال کو احتیاطاً ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء کو نینی تال پہنچا دیا[۲]

۲۲ مئی کو نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے[۳] نواب بہادر خاں کمشنر بریلی مسٹر الگزینڈر کے بظاہر مددگار تھے اور نواب صاحب پر کمشنر بریلی کو پورا اعتماد تھا اس سلسلہ میں ایک انگریز مورخ رقمطراز ہے۔

۱۔ FIFTY SEVEN BY HENERY GEORGE KEENE P. 128 (London 1883)

۲۔ محاربہ عظیم از کنہیا لال صہ ۲۰۷ (نول کشور پریس لکھنو ۱۹۱۶ء)

۳۔ مولانا محمد احسن صاحب کی اس جامع مسجد کی تقریر اور آنولہ میں قیام کے متعلق حالات راقم نے حکیم معظم علی خاں عرف کومیاں مرحوم رئیس اعظم آنولہ (ضلع بریلی) سے سنے بعد کو تحریری شہادتیں بھی مل گئیں۔ حکیم معظم علی خاں (ابن حکیم حامد علی خاں) حکیم سعادت علی خاں مدارالمہام ریاست رام پور کے پوتے تھے بڑے وضعدار رئیس تھے اور مارچ ۱۹۵۳ء کو ان کا انتقال ہوا۔

"پچھلی صدی کے ..... محافظ (حافظ رحمت خاں) کے پوتے خان بہادر خاں نے کمشنر (بریلی) کی کوششوں کی پوری پوری تائید کی اور (بریلی) کالج سے منسلک ایک مولوی (محمد احسن) نے مسجد میں تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے[۱]

اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگادی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی کے خلاف ہوگئے، اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہوگیا تھا[۲]

اس تقریر کا ردعمل یہ بھی ہوا کہ ۲۵ مئی ۱۸۵۷ء کو بروز عید نومحلہ کی مسجد میں مولوی رحیم اللہ خاں نے انگریزوں کے خلاف سخت تقریر کی، اس موقع پر بخت خاں بھی موجود تھے۔ مسلمانوں میں بہت جوش پیدا ہوگیا تھا مگر کوتوال شہر نے اپنی حکمت عملی سے اس جوش کو ٹھنڈا کر دیا[۳]

بریلی کالج کے شعبہ فارسی کے استاد مولوی قطب شاہ نے مطبع بہادری کے نام سے ایک پریس قائم کیا جس میں انقلاب سے متعلق لٹریچر شائع و طبع ہوا۔

۱۔ FIFTY SEVEN BY HENERY GEORGE KEENE. P. 128 (London 1883) & FREEDOM STRUGGLE IN U.P. VOL. V. P. 170

۲۔ FREEDOM STRUGGLE IN U.P. VOL. V P. 171

۳۔ Do. P. 173.

۲ مئی ۱۸۵۷ء کو مولانا محمد احسن نے بریلی چھوڑ دی مولانا نے بریلی چھوڑتے وقت مولوی فضل الرحمن صاحب کے لئے بعض ہدایات و اشارات قلمی بیاض میں لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں

"انچہ عقب من ضرورت سرانجام امور خود جناب ادا سازند بر پرچہ کاغذ بطور یادداشت ارقام می کردہ باشند، تنخواہ احقر نزد خزانچی جمع دارند یا از و گرفتہ نزد خود جمع می کردہ باشند کہ در جمعیت نزد خزانچی احتمال است رفتہ مانیہ، و قرضہ شیخ محمد نسیم صاحب ہم بعد وصول تنخواہ ادا باید فرمود و اگر ڈاک سہارنپور جاری باشد از مولوی محمد حسین دریافتہ خطے بنام مولوی احمد علی صاحب نویسند کہ فلاں کس ہنڈوی بنام شیخ ظفر علی فرستادہ بود مگر بسبب شور و غوغا اہل ہوا نرسید و چوں رسیدن سہارنپور ہم خالی از شائبہ و شک نیست و خود مبتلائے مصائب گردیدہ بریلی را گذاشت و سرگرداں شد، لاجرم فرستادن مبالغ موقوف بر وقت دیگر ماند، اگر ہرج جناب باشد از مبلغ مذکورات کہ نزد جناب جمع ہستند بکدام حیلہ شرعی بعد تبدیل وغیرہ کارروائی کردہ گیرند و نشان مولوی احمد علی ایں است کہ در سہارنپور محلہ [illegible] رسیدہ نزد مولوی احمد علی صاحب برسد"

مولانا محمد احسن بریلی سے آنولہ آئے حکیم سعادت علی خاں رئیس اعظم آنولہ و مدار المہام ریاست رامپور کے صاحبزادے حکیم ولایت علی صاحب کے پاس ٹھہرے اور پھر وہاں سے رامپور و افغانان ہو کر نانوتہ (سہارنپور) پہنچے۔

انقلاب ۱۸۵۷ء کے آغاز کے تین چار ماہ بعد سہارنپور میں مسٹر اسپنکی SPANKIE

کے مظالم اور ناعاقبت اندیشی نے مسلمانوں کو مشتعل کر دیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی کہ تھانہ بھون کے رئیس قاضی عنایت علی کے برادر عبدالرحیم مع چند (اصحاب) سہارنپور گئے تھے ایک کانسٹبل نے مخبری کی کہ یہ لوگ ہاتھی خرید کر جہاد کیلئے دہلی جائیں گے مسٹر اسپنکی نے حقیقت حال معلوم کرنی چاہی مگر جوابات قابل اطمینان نہ تھے، اس لئے اس نے قاضی عبدالرحیم کو اور ان کے ساتھیوں کو پھانسی دیدی۔ اس خبر وحشت اثر سے تھانہ بھون، دیوبند نیز دیگر نواحی بستیوں میں ایک آگ لگ گئی۔ تھانہ بھون میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حافظ محمد ضامن، مولانا شیخ محمد تھانوی، مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا محمد منیر نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور قاضی عنایت علی وغیرہ نے مجلس مشاورت منعقد کی اس مجلس میں مولانا محمد احسن بھی شریک ہوئے۔ مولانا شیخ محمد تھانوی[1] نے جہاد کے خلاف رائے دی اور فرمایا[2]

"جب قاضی عنایت علی عام جنگ کے دوران خاموش رہے

---

[1] مولانا شیخ محمد بن شیخ عبداللہ، تھانہ بھون ضلع مظفر نگر وطن ہے ظہور حسن تاریخی نام، ۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و حفظ قرآن تھانہ بھون میں کیا پھر دہلی پہنچے حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی کی خدمت میں رہ کر فقہ و تفسیر و حدیث وغیرہ علوم دینیہ کی سند حاصل کی حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی سے بیعت تھے ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء میں انتقال ہوا۔ مولانا تھانوی کے مفصل حالات، ان کے رسالہ "تحقیق وحدت الوجود و الشہود" کے ساتھ مولوی نثار الحق دائم نے بڑے شائع کر دیئے ہیں۔ مولانا شیخ محمد تھانوی کی تصنیفات میں دلائل محمدی، بیاض محمدی، انوار محمدی اور دفتر ہفتم مثنوی مولانا روم مشہور ہیں۔

[2] تحقیق وحدت الوجود و الشہود مرتبہ نثار الحق ص ۵۰ (پاک اکیڈمی کراچی ۱۹۶۶ء)

اور حاضرینِ مجلس میں سے بھی اس وقت کسی نے اس کو جہاد سمجھ کر اس میں حصہ نہیں لیا تو اس وقت جب کہ انتقام کا جذبہ کارفرما ہے اس لڑائی کو جہاد کیسے کہا جا سکتا ہے"۔ [1]

بعض روایات میں ہے کہ مسلمانوں کی کمزوری اور بے سرو سامانی کو عدم جہاد کا سبب قرار دیا گیا۔[2]

مولانا محمد احسن نے مولانا شیخ محمد تھانوی کی تائید کی۔[3] اس پر ان کے بڑے بھائی مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی نے مولانا محمد احسن کو ڈانٹا۔ آخر فیصلہ جہاد کے حق میں ہوا مولانا محمد احسن نانوتہ آ گئے۔[3]

تھانہ بھون کی مجلس مشاورت کے بعد ان حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو امیر جہاد مقرر کر کے انگریزوں سے شاملی (ضلع مظفر نگر) میں جہاد کیا۔ حافظ محمد ضامن، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا محمد منیر نانوتوی نے خوب دادِ شجاعت دی۔ میدان شاملی میں حافظ محمد ضامن صاحب نے درجہ شہادت پایا۔ مجاہدین سخت مقابلہ کے بعد واپس آ گئے۔

---

[1] مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے
"نیت کا حال تو خدا ہی جانتا ہے بظاہر تو اس کو جہاد کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔" (تحقیق وحدت الوجود والشہود صفحہ)

[2] سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۱۲۳ ـ ۱۲۵

[3] مکتوب منشی عزیز حسن نانوتوی (نبیرہ منشی محمد اسمٰعیل ابن مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی)
بنام راقم مورخہ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۵۵ء

سر سید احمد خاں کے رسالہ لائل محمڈنس آف انڈیا سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے محمد ابراہیم خاں تحصیلدار شاملی کی انگریز خیر خواہی اور وفاداری کا ذکر کیا ہے مگر اس سے مجاہدین کے کارناموں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔[1]

"ابتدائے غدر سے اس افسر محمد ابراہیم خاں تحصیلدار شاملی متوطن رام پور (منہاران) نے سرکار کی خیر خواہی اور قیام عملداری سرکار پر بہت چست کمر باندھی۔ چوتھے رسالے کے سواروں نے جب بغاوت کی اور تحصیل شاملی پر قبضہ کرنا چاہا تو یہ افسر کمال بہادری سے بمقابلہ پیش آیا اور اپنی تحصیل کو باغیوں کے ہاتھ سے بچایا۔ جہاں تک ممکن ہوا انتظام گورنمنٹ میں مدد کی اور جس قدر لٹا ہوا مال گورنمنٹ اور حکام کا بعد میں دستیاب ہوا سب کو برآمد کیا اور پہنچایا۔ آخر کار جب مفسدہ زیادہ ہو گیا اور انتظام کے لئے معتمد آدمی زیادہ درکار ہوئے تو اس افسر نے رام پور سے تمام اپنے خاندان کو شاملی میں بلوا لیا اور سب کو کارِ سرکار میں مصروف کیا۔ پچاس آدمی اس افسر کے خاندان کے معہ اکبر خاں اس افسر کے بھائی کے شاملی میں تھے جن میں سے اکثر بمقابلہ باغیان سرکار کی خیر خواہی میں مارے گئے اور خود اس افسر نے بھی خیر خواہی سرکار میں اپنی جاں نثاری کی۔ زمانہ غدر میں انتظام ڈاک کا جاتا رہا اور پھر اس کا قائم کرنا اس زمانہ میں کچھ آسان امر نہ تھا اس افسر نے بموجب حکم

---

[1] لائل محمڈنس آف انڈیا از سر سید احمد خاں حصہ سوم (مفصلائٹ پریس آگرہ ۱۸۶۲ء)

کمانڈر انچیف بہادر کے کمال سعی و کوشش سے شاملی سے کرنال تک
ڈاک قائم کی اور انتہا تک بخوبی جاری رکھی جس سے گورنمنٹ کو
نہایت فائدہ انتظام میں حاصل ہوا۔

ستمبر ۱۸۵۷ء میں دفعتاً مسلمانان ساکنان تھانہ بھون نے جن کا افسر
قاضی عنایت علی تھا فساد برپا کیا اور ایک بڑے گروہ نے تحصیل شاملی
پر حملہ کیا اس وقت تحصیل شاملی میں تقریباً دس سوار پنجابی رسالے کے اور
اٹھائیس سپاہی جیل خانہ کے اور پچاس سے زائد سپاہی متعینہ تھانہ و
تحصیل کے باقی آدمی اس افسر کے خاندان کے تھے معہ اکبر خاں اس کے
بھائی جو رام پور سے گئے تھے اور وہاں موجود تھے یہ افسر بہ کمال دلاوری و
بہادری بمقابلہ پیش آیا اور تحصیل شاملی کو مستحکم کر کے اور اس میں محصور
ہو کر بخوبی لڑا اور ہر دفعہ مفسدوں کے حملہ کنان کو ہٹا دیا۔ اور بہت سے
آدمی ان میں کے مارے گئے۔ آخر کو گولی بارود تحصیل میں ختم ہو چکی اور
نہایت مجبوری کا وقت آیا اور مفسدوں کو قابو ہو گیا اور وہ لوگ تحصیل
میں گھس گئے وہاں بھی مقابلہ ہوا اور یہ افسر نہایت بہادری سے معہ
اکثر آدمیوں اپنے خاندان کے کام آیا اور شرط نمک حلالی کو پورا کر دیا
یہ قتل و خونریزی شاملی میں ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو واقع ہوئی جو دن
کہ فتح دہلی کا تھا مگر نہایت افسوس ہے کہ اس افسر کے کان تک مژدہ
فتح دہلی جس کا وہ ہر دم مشتاق تھا پہنچنے نہیں پایا تھا"

انگریز نے سخت انتقام لیا حضرت حاجی صاحب ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء میں مکہ معظمہ ہجرت

کر گئے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی چھ ماہ حوالات میں رہے مولانا محمد قاسم نانوتوی کا وارنٹ
گرفتاری جاری ہوا مولانا محمد منیر نانوتوی اور مولانا محمد مظہر نانوتوی روپوش رہے مولانا محمد مظہر
نانوتوی کے ٹخنے میں گولی لگی تھی۔ قاضی عنایت علی پہاڑوں کی طرف جا کر مفقود الخبر ہو گئے[۱]
دہلی پر ستمبر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا مگر روہیل کھنڈ میں جنگ آزادی
کا سلسلہ جون ۱۸۵۸ء بلکہ اس کے کچھ بعد تک رہا۔ ۷ مئی ۱۸۵۸ء کو بریلی پر انگریزوں
کا قبضہ و تسلط ہو گیا۔

مولانا محمد احسن صاحب آخری ذی قعدہ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء میں بریلی پہنچ گئے کیونکہ
ان کی قلمی بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ یکم ذی الحجہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۸۵۸ء
روز سہ شنبہ کو انہوں نے بریلی میں مکان کرایہ پر لیا اور دوبارہ ملازمت کا سلسلہ
شروع ہو گیا۔

انقلاب ۱۸۵۷ء میں بریلی کالج کے پرنسپل ڈاکٹر بک
مارے گئے اور [illegible] کا قیام کالج میں رہا۔ جب دوبارہ کالج کھولا گیا تو
۱۸۶۳ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے اس کا الحاق ہوا[۲]

حلقہ احباب بریلی

مولانا محمد احسن نے ایک وسیع اخلاق پایا تھا ہر ایک کے
ساتھ محبت سے پیش آتے بریلی کے مسلمانوں میں مولانا کا

---

[۱] قاضی عنایت علی کے حالات کیلئے دیکھئے ۱۸۵۷ء اور جانبازان حریت و علمائے ہند کا شاندار ماضی جلد
چہارم از مولانا محمد میاں صفحہ ۲۴۴-۲۴۵ (دہلی ۱۹۶۰ء) نیز حضرت امداد [illegible] صفحہ ۶۲-۶۳

[۲] بریلی کالج بریلی ڈپلومیٹ ۱۹۶۰ء صفحہ ۱ (کنگ پریس بریلی ۱۹۶۰ء)